حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ کا مجموعہ

مواعظِ اشرفیہ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ تھانوی دفتر رسالہ الابقاء
مولوی مسافر خانہ ایم اے جناح روڈ کراچی ۱
فون: ۷۷۷۷۶۲۰، ۷۷۷۰۰۹۴

وہ دونوں بستیاں کس طرح قریب اور بعید ہوگئیں۔ جواب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں اور اس میں اشکال کرنے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ جس بات کے استحالہ پر کوئی دلیل عقلی قائم نہیں ہے وہ ممکن ہے پھر ممکن کے وقوع میں کیا استعجاب ہے مگر طبیعت چاہتی ہے کہ اس قریب اور بعید ہونے کی کوئی صورت بھی بیان کی جائے جس سے قریب الی الفہم ہو جاوے اور استعجاب بالکل باقی نہ رہے وہ یہ ہے کہ اس وقت تخلخل اور تکاثف کا حکم ہوا ایک حصہ میں تخلخل ہوا اور اس کی مسافت بڑھ گئی اور دوسرے حصہ میں تکاثف ہوا اس کے اجزا سمٹ گئے اور مسافت گھٹ گئی پھر بعد میں خواہ ہر حصہ اپنی حالت سابقہ پر لوٹ آیا ہو یا اسی حالت میں رہ گیا ہو اس تقریر سے واقعہ قریب الی الفہم ہو جاتا ہے اور استعجاب رفع ہو جاتا ہے مگر دعویٰ نہیں کیا جاتا کہ یہی صورت ہوئی تھی صرف احتمال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ اس قرب اور بعد کے ہونے کی یہ بھی صورت ممکن ہے سو دفع اشکال کے واسطے یہ احتمال بھی کافی ہے اب سمجھ میں آگیا ہوگا کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ قیامت میں تمام عالم کے حشر کے لئے زمین کافی ہوگی اس کی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ اس زمین کے اجزا میں تخلخل ہو جائے گا جس سے اتنی وسعت ہو جائے گی کہ حشر کے لئے کافی ہو اب آگے محشر کے واقعات گنوائے ہیں۔ ایک واقعہ یہ ہے واشرقت الارض بنور ربها یعنی زمین چمک اٹھے گی خدائے تعالیٰ کے نور سے خود آیت میں ہے کہ یہ نور حق تعالیٰ کی تجلی کا ہوگا۔ دوسری آیت میں حق تعالیٰ کی آمد صاف الفاظ میں ہے۔ وجاء ربك والملك صفا صفا یہ آئتیں متشابہات میں سے ہیں ان کی حقیقت سے کاوش کرنا ٹھیک نہیں پس سیدھے سیدھے یہ معنی کہے جاویں کہ حق تعالیٰ زمین کی طرف متوجہ ہوں گے اور تشریف لاویں گے یہ تو ترجمہ ہوگیا آیت کا باقی اس کے حقیقی معنی کی نسبت یہی کہیں گے کہ اللہ اعلم بمرادہ بذالک حق تعالیٰ ہی کا کلام ہے اور انھیں کو اس کے معنے خوب معلوم ہیں یہ آیت ایسی ہے جیسے آیت الرحمٰن علی العرش استوٰی ہے کہ اس کے معنی میں بھی یہی کہا جاتا ہے کہ استوار یلیق بہ اس وقت استوا عرش پر ہے

اور اس وقت یعنی قیامت میں زمین کی طرف مجیئ ہو یہ معنی ہیں جاء ربک کے اور اگر مجیئ سے کیف سمجھ میں نہ آوے تو تقریب الی الفہم کے لئے یوں سمجھ لیجئے کہ جب بادشاہ کے خدم وحشم آتے ہیں تو کہتے ہیں بادشاہ آرہا ہے حالانکہ ابھی بادشاہ نہیں آیا تو ایسی ہی جاء ربک سے معنے مجازی مراد لے لیجئے کہ حق تعالیٰ کے خدم وحشم آویں گے یعنی فرشتے اور جنت اور نار وغیرہ آئیں گے اور عدالت قائم ہوگی اور حساب وکتاب ہوگا مگر اس سے جزماً یہ نہ سمجھا جاوے کہ یہی معنی مراد ہیں کیونکہ متشابہات کے بارہ میں سلف کا مسلک یہی ہے کہ معنی نہ بیان کئے جاویں اور ان کے علم کو حق تعالےٰ کی سپرد کیا جاوے نہ حقیقی معنوں سے بحث کی جاوے نہ مجازی سے بس یہ کہہ کر چھوڑ دیا جاوے کہ اللہ اعلم بمرادہ بذلک مگر متاخرین نے عوام کی وحشت رفع کرنے کے لئے معنی مجازی بیان کرنے کی اجازت دی ہے مگر ان کا مطلب یہ نہیں کہ جو معنی مجازی بیان کئے جائیں ان پر یقین کر لیا جاوے کہ یہی معنی مراد ہیں اور یہ بھی سمجھ لیجئے کہ جو واقعات محشر کی آیت میں مذکور ہیں وہ فرضی نہیں ہیں بلکہ واقعی ہیں آج کل اس مذاق کے لوگ بھی بہت ہیں جن کو ان واقعات سے اس قدر استعجاب ہوتا ہے کہ ان کو ناممکن کہہ دیا ہے اور آیات اور نصوص میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ ترغیب و ترہیب کے لئے یہ فرضی باتیں فرما دی ہیں تاکہ جنت کے شوق میں اعمالِ صالحہ کریں اور دوزخ سے ڈر کر معاصی سے باز رہیں اور جو واقعہ قیامت کا بیان کیا جاتا ہے اس کی نظیر مانگتے ہیں۔

صاحبو! بہت سے واقعات وہاں کے ایسے ہیں جن کی نظیر یہاں موجود نہیں ہے کیونکہ دنیا عالم طبائع ہے اور وہاں طبائع کو دخل نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ ان کے استحالہ پر کوئی دلیل عقلی نہیں ہے اس واسطے ان کو ممکن کہا جاوے گا اور ممکن کے وقوع کا اگر صحیح دلیل سے دعوےٰ کیا جاوے